اٹھائیں تو کہا جائے گا کہ اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور نور ڈھونڈ لاؤ اور مومنوں کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُھُمْ الخ یعنی اس دن تو دیکھے گا کہ مومن مرد اور عورتوں کے آگے آگے اور دائیں جانب نور ہو گا اور کہا جائے گا تمہیں آج باغات کی خوشخبری دی جاتی ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اور فرمایا جس دن نہ رسوا کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے' ان کا نور ان کے آگے اور دائیں ہو گا۔ وہ کہہ رہے ہوں گے' اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر اور ہمیں بخش' یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔ ان آیتوں کے بعد اب اس مضمون کی حدیثیں بھی سنئے۔

احادیث میں تذکرہ نور: ☆☆ نبی ﷺ فرماتے ہیں ''بعض مومنوں کو مدینہ سے لے کر عدن تک نور ملے گا' بعض کو اس سے کم' یہاں تک کہ بعض کو اتنا کم کہ صرف پاؤں رکھنے کی جگہ ہی روشن ہو گی'' (ابن جریرؒ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''ایمان والوں کو ان کے اعمال کے مطابق نور ملے گا بعض کو کھجور کے درخت جتنا' کسی کو قد آدم جتنا' کسی کو صرف اتنا ہی کہ اس کا انگوٹھا ہی روشن ہو' کبھی بجھ جاتا ہو' کبھی روشن ہو جاتا ہو۔'' (ابن ابی حاتم) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں انہیں نور ملے گا' ان کے اعمال کے مطابق' جس کی روشنی میں وہ پل صراط سے گذریں گے۔ بعض لوگوں کا نور پہاڑ جتنا ہو گا بعضوں کا کھجور جتنا اور سب سے کم نور والا وہ ہو گا جس کا نور اس کے انگوٹھے پر ہو گا کبھی چمک اٹھے گا اور کبھی بجھ جائے گا۔ (ابن ابی حاتم) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''تمام اہل توحید کو قیامت کے دن نور ملے گا۔ جب منافقوں کا نور بجھ جائے گا تو موحد ڈر کر کہیں گے رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا یارب ہمارے نور کو پورا کر'' (ابن ابی حاتم) ضحاک بن مزاحمؒ کا بھی یہی قول ہے۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قیامت والے دن لوگ کئی قسم کے ہوں گے' خالص مومن وہ جن کا بیان اگلی چار آیتوں میں ہوا' خالص کفار جن کا ذکر اس کے بعد کی دو آیتوں میں ہے اور منافق جن کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو خالص منافق جن کی مثال آگ کی روشنی سے دی گئی۔ دوسرے وہ منافق جو تردد میں ہیں' کبھی تو ایمان چمک اٹھتا ہے' کبھی بجھ جاتا ہے۔ ان ہی کی مثال بارش سے دی گئی ہے' یہ پہلی قسم کے منافقوں سے کچھ کم ہیں۔

ٹھیک اسی طرح سورہ نور میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومن کی اور اس کے دل کے نور کی مثال اس منور چراغ سے دی ہے جو روشن فانوس میں ہو اور خود فانوس بھی چمکتے ہوئے تارے کی طرح ہو۔ چنانچہ ایمان دار کا ایک تو خود دل روشن دوسرے خالص شریعت کی اسے امداد' بس روشنی پر روشنی نور پر نور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ کافروں کی مثال بھی بیان کی جو اپنی نادانی کی وجہ سے اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں اور حقیقت میں وہ کچھ نہیں ہوتے۔ فرمایا کافروں کے اعمال کی مثال ریت کے چمکیلے ٹیلوں کی طرح ہے جنہیں پیاسا پانی سمجھتا ہے' یہاں تک کہ پاس آ کر دیکھتا ہے تو کچھ بھی نہیں پاتا۔ ایک اور جگہ پر ان جاہل کافروں کی مثال بیان کی جو جہل بسیط میں گرفتار ہیں۔ فرمایا' مانند سخت اور اندھیریوں کے جو گہرے سمندر میں ہوں' جو موجوں پر موجیں مار رہا ہو' پھر ابر سے ڈھکا ہوا ہو اور اندھیروں پر اندھیرے چھائے ہوئے ہوں' ہاتھ نکالے تو دیکھ بھی نہیں سکتا حقیقت یہ ہے کہ جس کے لئے اللہ کی طرف سے نور نہ ہو' اس کے پاس نور کہاں سے آئے؟ پس کفار کی بھی دو قسمیں بیان کیں۔ ایک تو دوسروں کو کفر کی طرف بلانے والے' دوسرے ان کی تقلید کرنے والے۔ جیسے سورہ حج کے شروع میں ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ بعض وہ لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ھُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ بعض لوگ علم' ہدایت اور روشن کتاب کے بغیر اللہ کے بارے میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ سورہ واقعہ کے شروع اور آخر میں اور سورہ انسان میں مومنوں کی بھی دو قسمیں بیان کی ہیں' سابقین اور اصحاب یمین یعنی مقربین بارگاہ ربانی اور پرہیز گار و نیک کار لوگ۔ پس ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ مومنوں کی دو

جماعتیں ہیں مقرب اور ابرار' اور کافروں کی بھی دو قسمیں ہیں' کفر کی طرف بلانے والے اور ان کی تقلید کرنے والے اور منافقوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ خالص اور پکے منافق اور وہ منافق جن میں نفاق کی ایک آدھ شاخ ہے۔

صحیحین میں حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں یہ تینوں ہوں' وہ پختہ منافق ہے اور جس میں ایک ہو' اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک اسے نہ چھوڑے۔ بات کرنے میں جھوٹ بولنا' وعدہ خلافی کرنا' امانت میں خیانت کرنا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسان میں کبھی نفاق کا کچھ حصہ ہوتا ہے خواہ وہ نفاق عملی ہو خواہ اعتقادی جیسے کہ آیت وحدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ سلف کی ایک جماعت اور علماء کرام کے ایک گروہ کا یہی مذہب ہے۔ اس کا بیان پہلے بھی گذر چکا ہے اور آئندہ بھی آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دل چار قسم کے ہیں۔ ایک تو صاف دل جو روشن چراغ کی طرح چمک رہا ہو' دوسرے وہ دل جو غلاف آلود ہیں' تیسرے وہ دل جو الٹے ہیں' چوتھے وہ دل جو مخلوط ہیں۔ پہلا دل مومن کا ہے جو پوری طرح نورانی ہے۔ دوسرا کافر کا دل ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ تیسرا دل خالص منافقوں کا ہے جو جانتا ہے اور انکار کرتا ہے۔ چوتھا دل اس منافق کا ہے جس میں ایمان ونفاق دونوں جمع ہیں۔ ایمان کی مثال اس سبزے کی طرح ہے جو پاکیزہ پانی سے بڑھ رہا ہو اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی طرح ہے جس میں پیپ اور خون بڑھتا ہی جاتا ہو' اب جو مادہ بڑھ جائے' وہ دوسرے پر غالب آ جاتا ہے۔ اس حدیث کی اسناد بہت ہی عمدہ ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' اگر اللہ چاہے تو ان کے کان اور آنکھیں برباد کر دے۔ مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے حق کو جان کر اسے چھوڑ دیا تو اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی اگر چاہے تو عذاب وسزا دے' چاہے تو معاف کر دے۔ یہاں قدرت کا بیان اس لئے کیا کہ پہلے منافقوں کو اپنے عذاب' اپنی جبروت سے ڈرایا اور کہہ دیا کہ وہ انہیں گھیر لینے پر قادر ہے اور ان کے کانوں کو بہرا کرنے اور آنکھوں کو اندھا کرنے پر قادر ہے۔ قدیر کے معنی قادر کے ہیں جیسے علیم کے معنی عالم کے ہیں۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں' یہ دو مثالیں ایک ہی قسم کے منافقوں کی ہیں۔ اور معنی میں ایک ہے۔ جیسے فرمایا وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا یہاں لفظ او اختیار کے لئے ہے یعنی خواہ یہ مثال بیان کرو خواہ وہ مثال بیان کرو اختیار ہے۔ قرطبی فرماتے ہیں او یہاں پر تساوی یعنی برابری کے لئے ہے جیسے عربی زبان کا محاورہ ہے' جَالِسِ الْحَسَنَ اَوِ ابْنَ سِيْرِيْنَ۔ زمخشری بھی یہی توجیہ کرتے ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ ان دونوں مثالوں میں سے جو مثال چاہو' بیان کرو' دونوں ان کے مطابق ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ باعتبار منافقوں کی اقسام کے ہے۔ ان کے احوال وصفات طرح طرح کے ہیں۔

جیسے کہ سورہ برات میں وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ کر کے ان کی بہت سی قسمیں' بہت سے افعال اور بہت سے اقوال بیان کئے ہیں تو یہ دونوں مثالیں دو قسم کے منافقوں کی ہیں جو ان کے احوال اور صفات سے بالکل مشابہ ہیں واللہ اعلم۔ جیسے کہ سورہ نور میں دو قسم کے کفار کی مثالیں بیان کیں۔ ایک کفر کی طرف بلانے والے' دوسرے مقلد۔ فرمایا وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ پھر فرمایا اَوْ كَظُلُمٰتٍ پس پہلی مثال یعنی ریت کے تودے کی' کفر کی طرف بلانے والوں کی ہے جو جہل مرکب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دوسری مثال مقلدین کی ہے جو جہل بسیط میں مبتلا ہیں۔ واللہ اعلم۔

يَآيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے سب کو پیدا کیا' یہی تمہارا بچاؤ ہے ○ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی۔ خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو ○

تعارف الٰہ بزبان الٰہ: ☆☆ (آیت: ۲۱-۲۲) یہاں سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی الوہیت کا بیان شروع ہوتا ہے۔ وہی اپنے بندوں کو عدم سے وجود میں لایا' اسی نے ہر طرح کی ظاہری و باطنی نعمتیں عطا فرمائیں' اسی نے زمین کو فرش بنایا اور اس میں مضبوط پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں اور آسمان کو چھت بنایا۔ جیسے کہ دوسری آیت میں آیا کہ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا الخ یعنی آسمان کو محفوظ چھت بنایا اس کے باوجود وہ نشانیوں سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ آسمان سے پانی اتارنے کا مطلب بادل نازل فرمانا ہے۔ اس وقت جبکہ لوگ اس کے پورے محتاج ہوں۔ پھر اس پانی سے طرح طرح کے پھل پھول پیدا کرنا ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور ان کے جانور بھی۔ جیسے کہ قرآن مجید میں جگہ جگہ اس کا بیان آیا ہے۔ ایک جگہ فرمان ہے اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا الخ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہیں پیاری پیاری صورتیں عطا فرمائیں اور بھلی بھلی روزیاں پہنچائیں' یہی اللہ ہے جو برکتوں والا اور تمام عالم کو پالنے والا ہے۔ پس سب کا خالق' سب کا رازق' سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس لئے شرک سے مبرا ہر قسم کی عبادت کا وہی مستحق ہے اور فرمایا' اللہ تعالیٰ کے شریک نہ ٹھہراؤ جبکہ تم جانتے ہو۔

صحیحین میں حدیث ہے' حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوچھتے ہیں حضورؐ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ فرمایا' اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تمہارا خالق ہے' کسی کو شریک ٹھہرانا۔ حضرت معاذ والی حدیث میں ہے۔ جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ یہ کہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کریں۔ دوسری حدیث میں ہے تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے بلکہ یوں کہے جو کچھ اللہ اکیلا چاہے۔ طفیل بن سنجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوتیلے بھائی فرماتے ہیں' میں نے خواب میں چند یہودیوں کو دیکھا اور ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم یہود ہیں' میں نے کہا افسوس تم میں یہ بڑی خرابی ہے کہ تم حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہو' انہوں نے کہا تم بھی اچھے لوگ ہو لیکن افسوس تم کہتے ہو جو اللہ چاہے اور محمد ﷺ چاہیں' پھر میں نصرانیوں کی جماعت کے پاس گیا اور ان سے بھی اسی طرح پوچھا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ میں نے ان سے کہا افسوس تم بھی مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہو' انہوں نے بھی یہی جواب دیا میں نے صبح اپنے اس خواب کا ذکر کچھ لوگوں سے کیا پھر دربار نبوی میں حاضر ہو کر آپؐ سے بھی یہی خواب بیان کیا۔ آپ نے پوچھا کیا کسی اور سے بھی تم نے اس کا ذکر کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں حضورؐ اب آپ کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا طفیل نے ایک خواب دیکھا اور تم میں سے بعض کو بیان بھی کیا۔ میں چاہتا تھا کہ تمہیں اس کلمہ کے کہنے سے روک دوں لیکن فلاں فلاں کاموں کی وجہ سے میں اب تک نہ کہہ سکا۔ یاد رکھو' اب ہرگز ہرگز اللہ چاہے اور اس کا رسول' کبھی نہ کہنا بلکہ یوں کہو کہ

صرف اللہ تعالیٰ اکیلا جو چاہے (ابن مردویہ)۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں' آپؐ نے فرمایا' کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہے' یوں کہہ جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہے (ابن مردویہ) ایسے تمام کلمات توحید کے سراسر خلاف ہیں۔ توحید باری کی اہمیت کے بارے میں یہ سب احادیث بیان ہوئی ہیں۔ واللہ اعلم۔

تمام کفار اور منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا اور فرمایا اللہ کی عبادت کرو یعنی اس کی توحید کے پابند ہو جاؤ' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' جو نہ نفع دے سکے' نہ نقصان پہنچا سکے اور تم جانتے ہو کہ اس کے سوا کوئی رب نہیں جو تمہیں روزی پہنچا سکے اور تم جانتے ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں اس توحید کی طرف بلا رہے ہیں جس کے حق اور سچ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ شرک اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے جیسے چیونٹی جو رات کے اندھیرے میں کسی صاف پتھر پر چل رہی ہو' قسم ہے اللہ کی اور قسم ہے آپ کی حیات کی۔ یہ بھی شرک ہے' انسان کا یہ کہنا اگر یہ کتیا نہ ہوتی تو چور رات کو ہمارے گھر میں گھس آتے' یہ بھی شرک ہے آدمی کا یہ قول کہ اگر بطخ گھر میں نہ ہوتی تو چوری ہو جاتی' یہ بھی شرک کا کلمہ ہے کسی کا یہ قول کہ جو اللہ چاہے اور آپ' یہ بھی شرک ہے کسی کا یہ کہنا کہ اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں نہ ہوتا۔ یہ سب کلمات شرک ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں تو آپؐ نے فرمایا کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہے؟ دوسری حدیث میں ہے' تم اچھے لوگ ہوتے اگر تم شرک نہ کرتے۔ تم کہتے ہو جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے۔[2] ابو العالیہؒ فرماتے ہیں' انداد کے معنی شریک اور برابر کے ہیں۔ مجاہد فرماتے ہیں تم توراۃ اور انجیل پڑھتے ہو اور جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ایک اور لاشریک ہے۔ پھر جانتے ہوئے کیوں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو؟

پانچ احکام: ☆☆ مسند احمد میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ عزوجل نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ چیزوں کا حکم دیا کہ ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دو' قریب تھا کہ وہ اس میں غفلت کریں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں یاد دلایا کہ آپ کو پروردگار عالم کا حکم تھا کہ ان پانچ چیزوں پر کاربند ہو کر دوسروں کو بھی حکم دو۔ لہذا یا تو آپ کہہ دیجئے یا میں پہنچا دوں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا' مجھے ڈر ہے کہ اگر آپ سبقت لے گئے تو کہیں مجھے عذاب نہ دیا جائے یا زمین میں دھنسا نہ دیا جائے پس یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی مسجد میں جمع کیا۔ جب مسجد پر ہو گئی تو آپؑ اونچی جگہ پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کر کے کہا' اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم کیا ہے کہ خود بھی عمل کروں' تم سے بھی ان پر عمل کراؤں۔

ایک یہ کہ اللہ ایک کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص خاص اپنے مال سے کسی غلام کو خریدے اور غلام کام کاج کرے لیکن جو کچھ حاصل ہو' اسے کسی اور کو دے دے' کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو؟ ٹھیک اسی طرح تمہارا پیدا کرنے والا' تمہیں روزی دینے والا' تمہارا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ پس تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

دوسری یہ کہ نماز کو ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ بندے کی طرف ہوتی ہے جب تک کہ وہ نماز میں ادھر ادھر منہ پھیرے' جب تم نماز میں ہو تو خبردار ادھر ادھر التفات نہ کرنا۔

تیسرا حکم یہ ہے کہ روزے رکھا کرو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پاس مشک کی تھیلی بھری ہوئی ہو جس سے اس کے تمام ساتھیوں کے دماغ معطر رہیں۔ یاد رکھو روزے دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔

چوتھا حکم یہ ہے کہ صدقہ دیتے رہا کرو- اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو دشمنوں نے قید کرلیا اور گردن کے ساتھ اس کے ہاتھ باندھ دیئے' گردن مارنے کے لئے لے جانے لگے تو وہ کہنے لگا کہ تم مجھ سے فدیہ لے لو اور مجھے چھوڑ دو چنانچہ جو کچھ تھا' کم زیادہ دے کر اپنی جان چھڑالی-

پانچواں اس کا حکم یہ ہے کہ بہ کثرت اس کے نام کا ذکر کیا کرو- اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے پیچھے تیزی کے ساتھ دشمن دوڑتا آتا ہے اور وہ ایک مضبوط قلعہ میں گھس جاتا ہے اور وہاں امن وامان پالیتا ہے- اسی طرح بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت شیطان سے بچا ہوا ہوتا ہے- یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اب میں بھی تمہیں پانچ باتوں کا حکم کرتا ہوں جن کا حکم جناب باری نے مجھے دیا ہے- مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑے رہنا' اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان حاکم وقت کے احکام سننا اور جاننا' ہجرت کرنا اور جہاد کرنا' جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر نکل جائے وہ اسلام کے پٹے کو اپنے گلے سے اتار پھینکے گا ہاں یہ اور بات ہے کہ رجوع کر لے- جو شخص جاہلیت کی پکار پکارے وہ جہنم کا کوڑا کرکٹ ہے لوگوں نے کہا حضور اگر چہ وہ روزے دار اور نمازی ہو- فرمایا اگر چہ نماز پڑھتا ہو اور روزے بھی رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو- مسلمانوں کو ان کے ان ناموں کے ساتھ پکارتے رہو جو خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے رکھے ہیں' مسلمین' مومنین اور عباداللہ- یہ حدیث حسن ہے- اس آیت میں بھی یہی بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے' وہی تمہیں روزی دیتا ہے پس عبادت بھی اسی کی کرو- اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو- اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عبادت میں توحید باری تعالیٰ کا پورا خیال رکھنا چاہئے- کسی اور کی عبادت نہ کرنی چاہئے- ہر ایک عبادت کے لائق صرف وہی ہے-

اثبات وجود الٰہ العلمین : ☆☆ امام رازیؒ وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کے وجود پر بھی اس آیت سے استدلال کیا ہے- اور فی الواقع یہ آیت اللہ تعالیٰ کے وجود پر بہت بڑی دلیل ہے- زمین اور آسمان کی مختلف شکل وصورت' مختلف رنگ' مختلف مزاج اور مختلف نفع کی موجودات' ان میں سے ہر ایک کا نفع بخش ہونا اور خاص حکمت کا حامل ہونا' ان کے خالق کے وجود کا اور اس کی عظیم الشان قدرت' حکمت' زبردست سطوت اور سلطنت کا ثبوت ہے- کسی بدوی سے پوچھا گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی موجودگی کی کیا دلیل ہے؟ تو اس نے کہا یَا سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّ الْبَعْرَ لَیَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ- وَاِنَّ اَثَرَ الْاَقْدَامِ لِیَدُلُّ عَلَی الْمَسِیْرِ- فَسَمَآءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَاَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ - وَبِحَارٌ ذَاتُ اَمْوَاجٍ اَلَا یَدُلُّ ذٰلِكَ عَلٰی وُجُوْدِ اللَّطِیْفِ الْخَبِیْرِ- یعنی مینگنی سے اونٹ معلوم ہو سکے اور پاؤں کے نشان زمین پر دیکھ کر معلوم ہو جائے کہ کوئی آدمی گیا ہے تو کیا یہ برجوں والا آسمان' یہ راستوں والی زمین' یہ موجیں مارنے والے سمندر' اللہ تعالیٰ باریک بین اور باخبر کے وجود پر دلیل نہیں بن سکتے ؟ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے ہارون رشید نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر کیا دلیل ہے- آپ نے فرمایا زبانوں کا مختلف ہونا' آوازوں کا جداگانہ ہونا' نغموں کا الگ ہونا ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے-

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال ہوتا ہے تو آپ جواب دیتے ہیں کہ چھوڑو میں کسی اور سوچ میں ہوں- لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ ایک بہت بڑی کشتی جس میں طرح طرح کی تجارتی چیزیں ہیں' نہ کوئی اس کا نگہبان ہے' نہ چلانے والا ہے باوجود اس کے وہ برابر آ جا رہی ہے اور بڑی بڑی موجوں کو خود بخود چیرتی پھاڑتی گذر جاتی ہے' ٹھہرنے کی جگہ پر ٹھہر جاتی ہے' چلنے کی جگہ چلتی رہتی ہے' نہ اس کا کوئی ملاح ہے نہ منتظم- سوال کرنے والے دہریوں نے کہا' آپ کس سوچ میں پڑ گئے- کوئی عقلمند ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ اتنی بڑی کشتی اتنے بڑے نظام کے ساتھ تلاطم والے سمندر میں آئے جائے اور کوئی اس کا چلانے والا نہ ہو- آپ نے فرمایا' افسوس تمہاری عقلوں پر ایک کشتی تو

بغیر چلانے والے کے نہ چل سکے لیکن یہ ساری دنیا آسمان وزمین کی سب چیزیں ٹھیک اپنے کام پر لگی رہیں اور ان کا مالک حاکم خالق کوئی نہ ہو؟ یہ جواب سن کر وہ لوگ ہکا بکا ہو گئے اور حق معلوم کر کے مسلمان ہو گئے۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ توت کے پتے ایک ہی ہیں' ایک ہی ذائقہ کے ہیں' کیڑے اور شہد کی مکھی اور گائیں بکریاں ہرن وغیرہ سب اس کو چباتے کھاتے اور چرتے چگتے ہیں' اسی کو کھا کر ریشم کا کیڑا ریشم تیار کرتا ہے' مکھی شہد بناتی ہے' ہرن میں مشک پیدا ہوتا ہے اور گائیں بکریاں مینگنیاں دیتی ہیں۔ کیا یہ اس امر کی صاف دلیل نہیں کہ ایک پتے میں یہ مختلف خواص پیدا کرنے والا کوئی ہے؟ اور اسی کو ہم اللہ تبارک وتعالیٰ مانتے ہیں' وہی موجد اور صانع ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے بھی ایک مرتبہ وجود باری تعالیٰ پر دلیل طلب کی گئی تو آپؒ نے فرمایا۔ سنو یہاں ایک نہایت مضبوط قلعہ ہے جس میں کوئی دروازہ نہیں' نہ کوئی راستہ ہے بلکہ سوراخ تک نہیں' باہر سے چاندی کی طرح چمک رہا ہے اور اندر سے سونے کی طرح دمک رہا ہے' اوپر نیچے' دائیں بائیں' چاروں طرف سے بالکل بند ہے' ہوا تک اس میں نہیں جاسکتی اچانک اس کی ایک دیوار گرتی ہے اور ایک جاندار آنکھوں' کانوں والا خوبصورت شکل اور پیاری بولی والا چلتا پھرتا نکل آتا ہے۔ بتاؤ اس بند اور محفوظ مکان میں اسے پیدا کرنے والا کوئی ہے یا نہیں؟ اور وہ ہستی انسانی ہستیوں سے بالاتر اور اس کی قدرت غیر محدود ہے یا نہیں؟ آپ کا مطلب یہ تھا کہ انڈے کو دیکھو۔ چاروں طرف سے بند ہے۔ پھر اس میں پروردگار خالق یکتا جاندار بچہ پیدا کر دیتا ہے۔ یہی دلیل ہے اللہ کے وجود پر اور اس کی توحید پر۔ حضرت ابونواس سے جب یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا آسمان سے بارش برسنا' اس سے درختوں کا پیدا ہونا اور ان ہری ہری شاخوں پر خوش ذائقہ میووں کا لگنا ہی اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت کی کافی دلیل ہے۔ ابن المعتز فرماتے ہیں۔ افسوس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی تکذیب پر لوگ کیسے دلیر ہو جاتے ہیں حالانکہ ہر چیز اس پروردگار کے موجود اور لاشریک ہونے پر گواہ ہے۔

بزرگوں کا مقولہ ہے کہ آسمانوں کو دیکھو' ان کی بلندی' ان کی وسعت ان کے چھوٹے بڑے چمکیلے اور روشن ستاروں پر نظریں ڈالو۔ ان کے چمکنے دمکنے' ان کے چلنے پھرنے' ٹھہر جانے' ظاہر ہونے اور چھپ جانے کا مطالعہ کرو۔ سمندروں کو دیکھو جو موجیں مارتے ہوئے زمین کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اونچے نیچے مضبوط پہاڑوں کو دیکھو جو زمین میں گڑے ہوئے ہیں اور اسے ہلنے نہیں دیتے' جن کے رنگ جن کی صورتیں مختلف ہیں۔ قسم قسم کی دوسری مخلوقات پر نظر ڈالو' ادھر سے ادھر پھر جانے والی' کھیتیوں اور باغوں کو شاداب کرنے والی خوشنما نہروں کو دیکھو۔ کھیتوں باغوں کی سبزیوں اور ان کے طرح طرح کے پھل پھول' مزے مزے کے میووں پر غور کرو۔ زمین ایک' پانی ایک' لیکن شکلیں' صورتیں' خوشبوئیں' رنگ' ذائقہ' فائدہ الگ الگ۔ کیا یہ تمام مصنوعات تمہیں نہیں بتاتیں کہ ان کا صانع کوئی ہے؟ کیا یہ تمام موجودات باآواز بلند نہیں کہہ رہیں کہ ان کا موجد کوئی ہے؟ کیا یہ ساری مخلوق اپنے خالق کی ہستی' اس کی ذات اور اس کی توحید پر دلالت نہیں کرتی۔ یہ ہیں وہ زوردار دلائل جو اللہ جل وعلا نے اپنی ذات کے منوانے کے لئے ہر نگاہ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں جو اس کی زبردست قدرتوں' اس کی پرزور حکمتوں' اس کی لاثانی رحمتوں' اس کے بے نظیر انعاموں' اس کے لازوال احسانوں پر دلالت کرنے کے لئے کافی وافی ہیں۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ نہ اس کے سوا کوئی پالنے والا ہے' نہ اس کے سوا کوئی پیدا کرنے اور حفاظت کرنے والا' نہ اس کے سوا کوئی معبود برحق' نہ اس کے سوا کوئی مسجود لاشک۔ ہاں دنیا کے لوگو! سن لو میرا توکل اور بھروسا اسی پر ہے۔ میری انابت اور التجا اسی کی طرف ہے' میرا جھکنا اور پست ہونا اسی کے سامنے ہے' میری تمناؤں کا مرکز' میری امیدوں کا آسرا' میرا ماوی وملجا وہی ایک ہے' اس کے دست رحمت کو تکتا ہوں اور اسی کا نام جپتا ہوں۔

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ
وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۲۳﴾
فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا
النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۴﴾

ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو تم اس جیسی ایک سورت تو بنالاؤ۔ تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور اپنے مددگاروں کو بھی بلالو ○ پس اگر تم نے نہ کیا اور تم ہرگز نہیں کر سکتے تو (اسے سچا مان کر) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر۔ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ○

تصدیق نبوت اعجاز قرآن: ☆☆ (آیت:۲۳-۲۴) توحید کے بعد اب نبوت کی تصدیق کی جا رہی ہے۔ کفار مکہ کو خطاب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے جو قرآن پاک اپنے بندے حضرت محمد ﷺ پر اتارا ہے اسے اگر تم ہمارا کلام نہیں مانتے تو تم اور تمہارے مددگار سب مل کر پورا قرآن نہیں صرف ایک سورت تو اس جیسی بنالاؤ۔ جب تم ایسا نہیں کر سکتے اور اس سے عاجز ہو تو پھر اس قرآن کے کلام اللہ ہونے میں کیوں شک کرتے ہو؟ اپنے ہم فکر اور مددگار سب کو جمع کر وتو بھی تم سب ناکام رہو گے۔ مطلب یہ ہے کہ جنہیں تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے انہیں بھی بلالو اور ان سے بھی مدد چاہو پھر اس جیسی ایک سورت ہی تو بنالاؤ۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ تم اپنے حاکموں اور اپنے زباں داں فصیح و بلیغ لوگوں سے بھی مدد لے لو۔

قرآن پاک کے اس معجزے کا اظہار اور ایسا انداز خطاب کئی جگہ ہے سورہ قصص میں ہے فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی اگر تم سچے ہو تو ان دونوں سے (یعنی توریت و قرآن سے) زیادہ ہدایت والی کوئی اور اللہ کی کتاب لاؤ تو میں بھی اس کی تابعداری کروں گا۔ سورہ سبحان میں فرمایا قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا یعنی اگر تمام جنات اور انسان جمع ہو کر اور ہر ایک دوسرے کی مدد کے ساتھ یہ چاہیں کہ اس جیسا قرآن بنائیں تو بھی ان کے امکان میں نہیں۔ سورہ ہود میں فرمایا اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کو خود اس پیغمبر نے گھڑ لیا۔ تم کہو کہ اگر تم سچے ہو تو تم سب مل کر اور اللہ کے سوا جنہیں تم بلا سکتے ہو بلا کر اس جیسی دس سورتیں ہی بنالاؤ۔

سورہ یونس میں ہے وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی طرف سے گھڑا ہوا نہیں بلکہ یہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور کتاب تفصیل ہے جس کے اللہ کی کلام ہونے میں کوئی شک نہیں جو رب العالمین کی طرف سے ہے کیا یہ لوگ اسے خود ساختہ کہتے ہیں؟ ان سے کہو کہ اللہ کے سوا ہر شخص کو بلا کر اس قرآن کی سینکڑوں سورتوں میں سے ایک چھوٹی سی سورت جیسی سورت تو بنالاؤ تا کہ تمہارا سچ ظاہر ہو۔

یہ تمام آیتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں اور اہل مکہ کو اس کے مقابلہ میں عاجز ثابت کر کے پھر مدینہ شریف میں بھی اس مضمون کو

دوہرایا گیا - اوپر کی آیت مثلہ کی ضمیر کو بعض نے قرآن کی طرف لوٹایا ہے یعنی کوئی سورت اس قرآن جیسی لاؤ - بعض نے یہ ضمیر محمد ﷺ کی طرف لوٹائی ہے یعنی آپ جیسا کوئی امی ایسا ہو ہی نہیں سکتا ہے کہ کچھ پڑھا ہوا نہ ہونے کے باوجود وہ کلام کہے جس کا مثل کسی سے نہ بن سکے لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے - مجاہدؒ، قتادہؒ عمرو بن مسعودؓ ابن عباسؓ، حسن بصری اور اکثر محققین کا یہی قول ہے - امام ابن جریر طبری، زمخشری، رازیؒ نے بھی اسی کو پسند کیا ہے - اس کی ترجیح کی وجہیں بہت سی ہیں - ایک تو یہ کہ اس میں سب کو ڈانٹ ڈپٹ ہے، جمع کر کے اور الگ الگ بھی، خواہ وہ امی اور ان پڑھ ہوں یا اہل کتاب اور پڑھے لکھے ہوں، اس میں اس معجزے کا کمال ہے اور بہ نسبت اس کے کہ صرف ان پڑھ لوگوں کو عاجز کیا جائے اس میں زیادہ مبالغہ ہے پھر دس سورتوں کا مطالبہ کرنا، اس کی مثل نہ لا سکنے کی پیشین گوئی کرنا بھی اسی کو ثابت کرتا ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے نہ کہ ذات رسول اللہ ﷺ - پس اس عام اعلان سے جو بار بار کیا گیا اور ساتھ ہی پیشین گوئی بھی کر دی گئی کہ یہ لوگ اس پر قادر نہیں، مکہ میں اور مدینہ میں بارہا اس کا اعادہ کیا گیا اور وہ لوگ جن کی مادری زبان عربی تھی، جنہیں اپنی فصاحت اور بلاغت پر ناز تھا، جو لوگ آپ کی اور آپؐ کے دین کی دشمنی پر ادھار کھائے بیٹھے تھے، وہ درحقیقت اس سے عاجز آ گئے، نہ پورے قرآن کا جواب دے سکے، نہ دس سورتوں کا نہ ایک سورت کا -

پس ایک معجزہ تو یہ ہے کہ اس جیسی ایک چھوٹی سی سورت بھی وہ نہ بنا سکے - دوسرا معجزہ یہ ہے کہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی کہ یہ ہرگز اس جیسا نہیں بنا سکتے، گو سب جمع ہو جائیں اور قیامت تک محنت کریں - پس ایسا ہی ہوا، نہ تو اس زمانہ میں کسی کو یہ جرأت ہوئی، نہ اس کے بعد سے آج تک اور نہ قیامت تک کسی سے یہ ہو سکے گا اور بھلا کیسے ہو سکتا؟ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل اسی طرح اس کا کلام بھی - حقیقت بھی یہ ہے کہ قرآن پاک کو بیک نظر دیکھنے سے اس کے ظاہری اور باطنی، لفظی اور معنوی ایسے ایسے کمالات ظاہر ہوتے ہیں جو مخلوق کے بس کے نہیں - خود رب العالمین فرماتا ہے الرٰ کِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ الخ یعنی اس کتاب کی آیتیں جو حکمت والے ہر طرح کی خبریں جاننے والے اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں، محکم، مضبوط اور مفصل الگ الگ ہیں - پس الفاظ محکم اور معانی مفصل یا الفاظ مفصل اور معانی محکم - پس قرآن اپنے الفاظ میں اور اپنے مضامین میں بے نظیر ہے جس کے مقابلے، معارضے اور مثل سے دنیا عاجز اور بے بس ہے -

اس پاک کلام میں اگلی خبریں جو دنیا سے پوشیدہ تھیں، وہ ہو بہو بیان کی گئیں، آنے والے امور کے تذکرے کئے گئے جو لفظ بہ لفظ پورے اترے - تمام بھلائیوں کا حکم تمام برائیوں سے ممانعت اس میں ہے - سچ ہے وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا یعنی خبروں میں صداقت اور احکام میں عدل، تیرے رب کے کلام میں پورا پورا ہے - پاکیزہ قرآن تمام تر حق وصداقت وہدایت سے پر ہے، نہ اس میں واہی تواہی باتیں ہیں، نہ ہنسی مذاق، نہ کذب وافترا جو شاعروں کے کلام میں عموماً پایا جاتا ہے بلکہ ان کے اشعار کی قدر و قیمت ہی اسی پر ہے - مقولہ مشہور ہے کہ اعذبه اكذبه جوں جھوٹ زیادہ اتنا ہی مزیدار - تم دیکھو گے کہ لمبے لمبے پرزور قصیدے مبالغہ اور کذب آمیز یا تو عورتوں کی تعریف وتوصیف میں ہوں گے یا گھوڑوں کی اور شراب کی ستائش میں ہوں گے یا کسی انسان کی بڑھی چڑھی مدح وتعریف میں ہوں گے یا اونٹنیوں کی آرائش وزیبائش یا بہادری کے مبالغہ آمیز گیت یا لڑائیوں کی چالبازیوں یا ڈر خوف کے خیالی منظروں کے بیان میں ہوں گے جن سے کوئی فائدہ نہیں - نہ دین کا، نہ دنیا کا، صرف شاعر کی زبان دانی اور اس کی قدرت کلام ظاہر ہوتی ہے، نہ اخلاق پر ان سے کوئی عمدہ اثر، نہ اعمال پر -

پھر نفس مضمون کے بھی پورے قصیدے میں بمشکل دو ایک شعر ہوتے ہیں - باقی سب بھرتی کے اور ادھر ادھر کی لایعنی اور فضول بکواس،

برخلاف اس کے قرآن پاک پر نظر ڈالو تو دیکھو گے کہ اس کا ایک ایک لفظ فصاحت و بلاغت سے' دین و دنیا کے نفع سے' خیر و برکت سے پر ہے- پھر کلام کی ترتیب و تہذیب' الفاظ کی بندش' عبارت کی روانی' معانی کی نورانیت' مضمون کی پاکیزگی' سونے پر سہاگہ ہے- اس کی خبروں کی حلاوت' اس کے بیان کردہ واقعات کی سلاست' مردہ دلوں کی زندگی ہے- اس کا اختصار کمال کا اعلیٰ نمونہ اور اس کی تفصیل معجزے کی جان ہے- اس کا کسی چیز کو دوہرانا قند مکرر کا مزہ دیتا ہے- ایسا معلوم ہوتا ہے گویا سچے موتیوں کی بارش برس رہی ہے- بار بار پڑھو دل نہ اکتائے مزے لیتے جاؤ اور ہر وقت نیا مزہ پاؤ- مضامین سمجھتے جاؤ اور ختم نہ ہوں- یہ قرآن پاک کا ہی خاصہ ہے اس چاشنی کا ذائقہ' اس مٹھاس کا مزہ' کوئی اس سے پوچھے جنہیں عقل و حواس' علم و فضل کا کچھ حصہ قدرت نے عطا فرمایا- اس کی تنذیر' دھمکاوا' تعذیب اور پکڑ دھکڑ کا بیان مضبوط پہاڑوں کو ہلا دے- انسانی دل کیا ہیں- اس کے وعدے اور خوشخبریاں' نعمتوں اور رحمتوں کا بیان' دلوں کی پژمردہ کلی کو کھلا دینے والا' شوق و تمنا کے دبے جذبات کو ابھار دینے والا' جنتوں اور راحتوں کے پیارے پیارے مناظر کو آنکھوں کے سامنے کر لانے والا ہے- دل کھل جاتے ہیں' کان لگ جاتے ہیں اور آنکھیں کھل جاتی ہیں-

رغبت دیتے ہوئے وہ فرماتا ہے فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ الخ کوئی کیا جانے کہ اس کے نیک اعمال کے بدلے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان چپکے چپکے تیار کیا جا رہا ہے- فرماتا ہے وَفِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡهِ الۡاَنۡفُسُ الخ اس دائمی جنت میں ہر وہ چیز ہے جو دل کو بھائے اور آنکھوں میں کھب جائے- ڈراتے اور دھمکاتے ہوئے فرماتا ہے اَفَاَمِنۡتُمۡ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمۡ جَانِبَ الۡبَرِّ[3] فرمایا ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوۡرُ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یُّرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا فَسَتَعۡلَمُوۡنَ کَیۡفَ نَذِیۡرِ کیا تم اپنے دھنسائے جانے یا آسمان سے پتھر برسائے جانے سے نڈر ہو گئے ہو؟ کیا آسمانوں والا اس پر قادر نہیں؟ اسے محض دھمکی ہی نہ سمجھو بلکہ اس کی حقیقت عنقریب تم پر کھل جائے گی- زجر و توبیخ' ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے فَکُلًّا اَخَذۡنَا بِذَنۡۢبِهٖ ایک ایک کو ہم نے اس کی بدکرداریوں میں پکڑ لیا- بطور وعظ و نصیحت بیان ہوتا ہے اَفَرَءَیۡتَ اِنۡ مَّتَّعۡنٰهُمۡ سِنِیۡنَ ثُمَّ جَآءَهُمۡ مَّا کَانُوۡا یُوۡعَدُوۡنَ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یُمَتَّعُوۡنَ اگر ہم نے کچھ سال انہیں فائدہ نہیں دیا تو کیا ہوا؟ آخر وعدے کی گھڑی آ پہنچی اور اس جاہ و جلال نے کوئی نفع نہ بخشا- غرض کوئی کہاں تک بیان کرے- جس مضمون کا ذکر کیا' اسے کمال تک پہنچا کر چھوڑا اور طرح طرح کی فصاحت و بلاغت' حلاوت و حکمت سے معمور کر دیا- احکام کے حکم اور روک ٹوک کو دیکھئے- ہر حکم اچھائی بھلائی' نفع اور پاکیزگی کا جامع ہے- ہر ممانعت قباحت' رذالت اور خباثت کی قاطع ہے-

ابن مسعودؓ وغیرہ اسلاف امت کا قول ہے کہ جب قرآن میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا آئے تو کان لگا دو- یا تو کسی اچھائی کا حکم ہوگا یا کسی برائی سے منع کیا جائے گا- خود پروردگار عالم فرماتا ہے یَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡهٰهُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ الخ یعنی بھلائیوں کا حکم دیتا ہے' برائیوں سے روکتا ہے' پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے' خبیث چیزیں حرام کرتا ہے' وہ بوجھل بیڑیاں جو پاؤں میں تھیں' وہ سخت طوق جو گلوں میں تھے' اتار پھینکتا ہے' قیامت کے بیان کی آیتیں ہیں کہ ہولناک مناظر' جنت و دوزخ کا بیان' رحمتوں اور زحمتوں کا پورا پورا وصف' اولیاء اللہ کے لئے طرح طرح کی نعمتیں' دشمنان اللہ کے لئے طرح طرح کے عذاب' کہیں بشارت ہے' کہیں ڈراوا ہے' کہیں نیکیوں کی طرف رغبت ہے' کہیں بدکاریوں سے ممانعت ہے' کہیں دنیا کی طرف سے زہد کرنے کی' کہیں آخرت کی طرف رغبت کرنے کی تعلیم ہے- یہی وہ تمام آیتیں ہیں جو راہ راست دکھاتی ہیں اور بہتر رہنمائی کرتی ہیں- اللہ کی پسندیدہ شریعت کی طرف جھکاتی ہیں اور دلوں کو جلا بخشتی ہیں اور شیطانی دروازوں کو

بند کر دیتی ہیں اور برے اثرات کو زائل کرتی ہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر نبی کو ایسے معجزے دیئے گئے کہ جنہیں دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائے اور میرا معجزہ اللہ کی وحی یعنی قرآن پاک ہے۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ میرے تابعدار بہ نسبت اور نبیوں کے بہت زیادہ ہوں گے اس لئے کہ اور انبیاء کے معجزے ان کے ساتھ چلے گئے لیکن حضور کا یہ معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔ لوگ اسے دیکھتے جائیں گے اور اسلام میں داخل ہوتے جائیں گے۔ حضور کا یہ فرمان کہ میرا معجزہ وحی ہے جو مجھ کو دی گئی ہے' کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو اس کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے اور قرآن کریم مجھی کو ملا ہے' جو اپنے معارضے اور مقابلے میں تمام دنیا کو عاجز کر دینے والا ہے۔ بخلاف دوسری آسمانی کتابوں کے۔ وہ اکثر علماء کے نزدیک اس وصف سے خالی ہیں۔ واللہ اعلم۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت' آپ کی صداقت اور دین اسلام کی حقانیت پر اس معجزے کے علاوہ بھی اس قدر دلائل ہیں جو گنے بھی نہیں جا سکتے۔ للہ الحمد و المنته۔

بعض متکلمین نے قرآن کریم کے اعجاز کو ایسے انداز سے بیان کیا ہے جو اہل سنت کے اور معتزلہ کے قول پر مشترک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یا تو یہ قرآن فی نفسہ معجزہ ہے۔ انسان کے امکان میں ہی نہیں کہ اس جیسا بنا لا سکے' انہیں اس کا معارضہ کرنے کی قدرت و طاقت ہی نہیں۔ یا یہ کہ گو اس کا معارضہ ممکن ہے اور انسانی طاقت سے باہر نہیں لیکن باوجود اس کے انہیں معارضہ کا چیلنج دیا جاتا ہے اس لئے کہ وہ عداوت اور دشمنی میں بڑھے ہوئے ہیں' دین حق کو مٹانے' ہر وقت' ہر طاقت کے خرچ کرنے اور ہر چیز کے برباد کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن تاہم قرآن کا معارضہ اور مقابلہ ان سے نہیں ہو سکتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اللہ کی جانب سے ہے۔ اگر قدرت و طاقت ہو بھی تو بھی وہ انہیں روک دیتا ہے اور وہ قرآن کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ گو یہ پچھلی وجہ اتنی پسندیدہ نہیں تاہم اگر اسے بھی مان لیا جائے تو اس سے بھی قرآن پاک کا معجزہ ہونا ثابت ہے جو بطریق تنزل حمایت حق اور مناظرے کی خاطر صلاحیت رکھتا ہے۔ امام رازیؒ نے بھی چھوٹی چھوٹی سورتوں کے سوال کے جواب میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔

جہنم کا ایندھن: ☆☆ وَقُوْدُ کے معنی ایندھن کے ہیں جس سے آگ جلائی جائے۔ جیسے چپٹیاں لکڑیاں وغیرہ۔ قرآن کریم میں ایک جگہ ہے۔ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَکَانُوْا لِجَھَنَّمَ حَطَبًا ظالم لوگ جہنم کی لکڑیاں ہیں۔ اور جگہ فرمایا' تم اور تمہارے معبود جو اللہ کے سوا ہیں' جہنم کی لکڑیاں ہیں' تم سب اس میں وارد ہو گے۔ اگر وہ سچے معبود ہوتے تو وہاں وارد نہ ہوتے۔ دراصل یہ سب کے سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور حِجَارَۃُ کہتے ہیں پتھر کو۔ یہاں مراد گندھک کے سخت سیاہ اور بڑے بڑے اور بدبودار پتھر ہیں جن کی آگ بہت تیز ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں' ان پتھروں کو زمین و آسمان کی پیدائش کے ساتھ ہی آسمان اول پر پیدا کیا گیا ہے (ابن جریر' ابن ابی حاتم' مستدرک حاکم) ابن عباس' ابن مسعودؓ اور چند اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سدی نے نقل کیا ہے کہ جہنم میں یہ سیاہ گندھک کے پتھر بھی ہیں جن کی سخت آگ سے کافروں کو عذاب کیا جائے گا۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں' ان پتھروں کی بدبو مردار کی بو سے بھی زیادہ ہے۔ محمد بن علیؒ اور ابن جریجؒ بھی کہتے ہیں کہ مراد گندھک کے بڑے بڑے اور سخت پتھر ہیں۔ بعض نے کہا ہے' مراد وہ پتھر جن کی مورتیاں بنائی جاتی ہیں اور پھر ان کی پرستش کی جاتی تھی۔ جیسے اور جگہ ہے اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ الخ تم اور تمہارے وہ معبود جو اللہ کے سوا ہیں' جہنم کی لکڑیاں ہیں۔ قرطبیؒ اور رازیؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ گندھک کے پتھر جو کسی شکل میں بھی اللہ کے سوا پوجے جاتے ہوں لیکن یہ وجہ کوئی قوی وجہ نہیں۔ اس لئے کہ جب آگ گندھک کے پتھروں سے سلگائی